© rasailojaraid.com

ہندی شاعری میں خاندانِ رسالت کی توصیف و تعریف

از جناب زیدی جعفر رضا صاحب ایم اے ریسرچ اسکالر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

ہندی زبان کی شاعری اپنی بعض خصوصیات کی بنا پر جس درجہ ممتاز ہے اس کی مثال ہندوستان کی دیگر زبانیں نہیں پیش کر سکتیں، لیکن یہ خصوصیات محض برج بھاشا یا کچھ حد تک اودھی زبان کی شاعری تک ہی محدود ہیں، موجودہ کھڑی بولی کی ہندی شاعری ذہنی تراش خراش کا نتیجہ ضرور تسلیم کی جا سکتی ہے، لیکن اس میں عوام کے دل کی دھڑکنیں بہت صاف نہیں سنائی پڑتیں، جبکہ برج بھاشا کی ہندی شاعری دل کی گہرائیوں سے ابھرنے والا وہ معصوم نغمہ ہے جو ذہن کے تاروں کو اپنا ہمنوا اور ہم ساز بنا لیتا ہے، اور وہ گیت ہے جس کے پُرخلوص جذبات خیالوں کی وادی میں ابدی نقوش چھوڑ جاتے ہیں، سور کے پد، رسکھان کے کبت، کبیر کی ساکھیاں اور بہاری اور رسلین کے رومانی دوہے کبھی فراموش نہیں کئے جا سکتے۔

یہ درست ہے کہ ہندی زبان کی ترویج اور ترقی میں مختلف مذاہب اور مختلف علاقہ کے باشندوں کا حصہ ہے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہندی زبان بنیادی طور پر محض ہندوؤں کی زبان تسلیم کی جاتی ہے۔ اور موجودہ دور میں بھی اسے اصلاً صرف ہندوؤں کی زبان ہی تسلیم کیا جاتا ہے، بدھو، جینیوں، ناتھ، پنتھیوں سنتوں اور صوفیوں نے اسے پروان ضرور چڑھایا اور اس کے خط و خال کو سنوارنے کی کوششیں بھی کیں لیکن اس کے باوجود یہ ان کے ساتھ انصاف نہ کر سکی اور اسے محض ہمارے بالغ نظر ہندی ناقدین کی عقلِ سلیم کا نتیجہ ہی کہا جا سکتا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جب بھی کوئی ہندی ادیب کسی مسلمان ہندی شاعر کا تعارف کراتا ہے تو بغیر کچھ سوچے سمجھے لکھ دیتا ہے، کہ انھوں نے مسلمان ہوتے ہوئے ہندی میں بڑی اچھی شاعری کی' وہ کسی ہندو ادیب کا تعارف اس انداز سے نہیں کراتا۔ جب بھی کوئی غیر مسلم ہندی ادیب کسی مسلمان طالب علم کو ہندی میں ایم، اے یا پی' ایچ، ڈی کرتے ہوئے سنتا ہے، تو ایک دم چونک پڑتا ہے اور نہایت شیریں لفظوں میں لیکن دبی ہوئی زبان سے اس طالبِ علم کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، آخر یہ سب کچھ کیا ہے؟ اس سے تو صاف ظاہر ہے کہ ہندی بھلے ہی ہندوستان کے دیگر مذاہب رکھنے والوں کی زبان ہو کم از کم مسلمانوں کی زبان نہیں تسلیم کی جاتی جبکہ ہندی ادب کی تاریخ کو سب سے زیادہ مسلمانوں کا ہی مرہونِ منت ہونا چاہئے، یہ ایک روشن حقیقت ہے کہ مسلمانوں کا ہندوستان میں عروج ہندی زبان کا عروج ہے اور مسلمان کا زوال ہندی کا زوال۔ ہندی کے ادیب جب تک تنگ نظری سے کام لیتے رہیں گے' موجودہ ہندی زبان ایک قدم آگے نہیں بڑھ سکے گی۔ ہندی کی ترقی کے لئے انھیں مسلمانوں کو اور ان کے علوم کو ساتھ لے کر آگے بڑھنا ہوگا۔

ہندی شاعری کے ابتدائی زمانے سے آج تک ہندی کا ایک بھی ایسا ہندو شاعر نہیں مل سکتا جو محض ہندی اور سنسکرت جانتا ہو اور اس نے اسلامی عقائد سے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا ہو اور اس کی وجہ غالباً یہ تھی کہ مسلمانوں نے ہندی میں شاعری تو ضرور کی لیکن تاریخِ اسلام کبھی ہندی زبان میں منتقل کرنے کی کوشش نہیں کی، انھوں نے اسلام کو ہندوستان میں پہلے فارسی اور بعد میں اردو تک محدود رکھا۔ پس اس صورت میں ہندی کے ہندو ادیبوں سے جو فارسی اور اُردو سے ناواقف تھے یہ توقع کرنا کہ وہ اہل بیت اطہار یا صحابہ کرام کی مدح میں قصائد کہیں بے بنیاد ثابت ہوگا۔ یہاں ایک سوال اور پیدا ہوسکتا ہے کہ کیا ہندی زبان کے ان ادیبوں نے جو فارسی اور اُردو سے واقف تھے، ہندی میں مسلمانوں کے مذہبی عقائد سے متعلق کچھ لکھا ہے یا نہیں؟ جواب میں صرف اتنا کہا جاسکتا ہے کہ اس طرح کے چند ہندو ادیب ضرور مل جائیں گے بیشتر فارسی اور اُردو جاننے والے ہندی کے ہندو شعراء بادشاہوں یا سرپرستوں کی توصیف و تعریف میں ہی مصروف رہے، انھوں نے اس سے آگے بڑھنے کی کوشش نہیں کی اور اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ ہندو صاحبان اپنے دھارمک گرنتھوں کو ہی حرفِ آخر سمجھتے تھے اور ہندوستانی علوم پر بے حد فخر کرتے تھے،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حضرت امیر خسرو نے مثنوی "نہ سپہر" میں فضائلِ ہندوستان کے باب میں ایک مقام پر لکھا ہے کہ "ہندوستان میں دنیا کے ہر حصہ کے لوگ تحصیلِ علم کے لئے آئے لیکن کوئی ہندی ہندوستان سے باہر نہیں گیا" — موصوف کی اس تحریر کی روشنی میں اگر ہندی زبان کے ہندو ادیبوں کا جائزہ لیا جائے تو انہیں لفظ بلفظ اس کے مطابق پائیں گے۔ مسلمانوں نے ان سے بہت کچھ سیکھا۔ پارجات، جوگ بشسٹ، رنج تنتر، بھگوت گیتا، اوپنشد پران اور رامائن کے ترجمہ عربی اور فارسی زبانوں میں کئے گئے، لیکن عربی یا فارسی کی تصانیف سنسکرت یا ہندی میں منتقل نہیں کی گئیں۔

ہندوستان ایک سیکولر اسٹیٹ ہے، کسی بھی سیکولر ملک کے نظام کے لئے لازم ہے کہ اس ملک کا ادب بھی سیکولر ہو، آج پرائمری اسکول سے لے کر بی، اے اور ایم، اے تک کے نصاب میں جو ہندی کی کتابیں داخل ہیں۔ ان سے دور دور تک سیکولرزم کی بو نہیں آتی۔ نصاب کی ان کتابوں میں رام چندر جی، سری کرشن (بھگوان) شنکر جی، دشنو جی، سری گنیش جی، سیتا۔ رادھا اور پاربتی جی وغیرہ سے متعلق منظومات کی ایک طویل فہرست مل جائے گی، لیکن محمد مصطفےٰ، اہلبیتِ اطہار اور صحابۂ کرام سے متعلق کچھ بھی نہیں مل سکتا، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس طرح کی چیزیں ہندی میں نہیں ہیں؟ اور اگر ہیں تو کیا ان کا معیار اس لائق نہیں ہے کہ وہ بی، اے اور ایم، اے کے نصاب میں داخل کی جا سکیں؟ ظاہر ہے کہ ہر وہ محقق جس نے ہندی زبان کے قلمی نسخوں کی اوراق گردانی کی ہے کبھی نفی میں جواب نہیں دے سکتا، اسے بہرحال یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ ہندی میں اس طرح کی چیزیں ہیں اور کافی ہیں، لیکن ہم نے ہی مصلحتاً انہیں نظر انداز کر دیا ہے، حقیقت تو یہ ہے کہ اس موضوع پر ایک ضخیم کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ اس مختصر سے مضمون میں محض ۱۸ ویں صدی عیسوی تک کے صرف برج بھاشا کے ہندی شعراء کے کلام سے کچھ اس طرح کے نمونے پیش کئے جا رہے ہیں جو خاندانِ رسالت کی توصیف و تعریف میں لکھے گئے ہیں۔

ہندی تذکروں میں ہمایوں بادشاہ کے ایک درباری ہندی شاعر چھیم (۱۵۴۰ء) کا ذکر آتا ہے۔ چھیم نے حضرت علیؑ کی شان میں چھپّے اور کبت وغیرہ نظم کئے ہیں۔ ناظرین کی خدمت میں چھیم کا ایک چھپّے پیش کیا جاتا ہے، شاعر سے متعلق مزید تفصیلات نہیں ملتیں محض اتنا پتہ چلتا ہے کہ اس کا تعلق ہندو مذہب سے تھا۔ چھپّے اس طرح ہے:-

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دھرنِ تھرنِ تھرتھراتِ ڈرنِ دھ ترنِ پلتھو
دھوم دھام دھرو لوک سوک سہ بتِ اتِ پتھو
ھم گرِ سمیر کیلاس ڈگ تب ھرِ ھرِ سنکر ھنسیو
چھیم کوپ حجرت علی جب جلپھگار کمر کسیو

خلاصہ: "شاعر چھیم کہتا ہے کہ جس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غیظ میں آکر ذوالفقار کمر سے آراستہ کی، دنیا پر ایک زلزلہ کی سی کیفیت طاری ہوگئی، دیوتاؤں کے راجہ اندر بے حد پریشان نظر آئے، آسمانوں پر فرشتوں میں ایک دھوم سی مچ گئی، ہمالیہ، سمیر اور کیلاش پہاڑ اپنی جگہ سے ہل گئے، شنکر جی، حضرت علیؓ کی اس شجاعانہ شان کو دیکھ خوشی سے پھول اٹھے۔"

رسکھان متفقہ طور پر ہندی کے ایک بلند پایہ شاعر تسلیم کئے جاتے ہیں اور انہیں خالص کرشن بھکت شاعر بتایا جاتا ہے، ہندی کے ادیبوں نے رسکھان کی طبیعت کا کرشن جی کی طرف جب اس قدر جھکاؤ دیکھا تو انہیں ویشنو مسلک کی اشاعت کے لئے ایک وسیع زمین مل گئی، چنانچہ رسکھان کو لے کر عجیب و غریب قصے گڑھے گئے اور ہندی کے محققین نے ان قصوں کو بڑے فخر کے ساتھ اپنی تصانیف میں نقل کیا، منجملہ کئی قصوں کے ایک یہ ہے کہ رسکھان دہلی سے حج کرنے کے خیال سے روانہ ہوئے، راستہ میں انہیں برج کی سرزمین نے کچھ اس قدر متاثر کیا کہ حج کا ارادہ ترک کرنا پڑا اور مستقل طور پر برج کی ہی سکونت اختیار کرلی، تعجب ہے کہ حج کرنے کے لئے رسکھان دہلی سے روانہ ہوئے، اور راستہ میں برج کی سرزمین نے انہیں متاثر کرلیا، کاش اس بے بنیاد قصہ کے خالق نے ہندوستان کا کچھ جغرافیائی مطالعہ کیا ہوتا۔

حیدرآباد دکن کے کتب خانہ آصفیہ میں مجھے رسکھان کے کچھ ایسے کبت ملے ہیں جن میں شاعر نے پیغمبر اسلام محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ کی توصیف کی ہے، یہاں پر یہ اعتراض کیا جاسکتا ہے کہ یہ کبت کسی اور رسکھان کے ہوں گے، لیکن یہ اعتراض اس لئے رد ہوجاتا ہے کہ ان کبتوں کے ہمراہ رسکھان کے وہ مشہور و معروف کبت بھی درج ہیں جو شاعر نے کرشن کی تعریف میں نظم کئے ہیں اور پھر ان کی زبان بھی رسکھان سے مختلف نہیں، شاعر کے دو کبت یہاں ناظرین کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں:-

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سِندُھ سَمان جہان کے بیچ مَیں سِیپ بِدِ یتھ کے راج تھلی ھَے
سائیں سواتی کو بُوند بڑو رَس کی رسکھان کِی بھانت بھلی ھے
نُور کا نیر پڑو تہاں جائے جہاں عبد اللہ جی کی گلی ھے
پارو بچارو بھارو سبھے مل موتی محمدؐ انت علیؓ ھے

(دواوین ۱۳۱۴ قلمی کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن)

خلاصہ:- مشہور ہے کہ سواتی نچھتر میں ہونے والی بارش کا پانی آغوشِ صدف میں پہونچ کر موتی بن جاتا ہے، رسکھان اسی شاعرانہ تخیل سے متاثر ہو کر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور کی بارش کا پانی حضرتِ عبداللہ کے ہاں اسی طرح آکر دُرِ بے بہا بن گیا جس طرح سواتی نچھتر میں قطرۂ آب آغوشِ صدف میں پہونچ کر ایک انمول موتی کی صورت اختیار کر لیتا ہے، شاعر کہتا ہے کہ سب نے مل کر اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیا اور پرکھ لیا کہ محمد مصطفےٰؐ اور حضرتِ علی مرتضیٰؓ اللہ تعالیٰ کے نور کی بارش کے نتیجہ میں دیارِ عبداللہ کی آغوش کے نادر اور مقدس موتی ہیں۔

کرتار تمھیں آیتو جو ردِ یو نہ کیو کوئی اور سمان بلی
چھل کے جن پھیر و نہ مار کو جات سو باندھ لیو ابلیس چھلی
جھوٹ گیو عفریت تہاں یہ بات نہ جانت بھانت بھلی
دکھ سنکٹ گاڑھ پرے جبھ کو نہ کو رسکھان سہائے علیؓ

(دواوین ۱۳۱۴ کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن)

خلاصہ:- شاعر حضرت علی مرتضیٰ کی شجاعت کا بیان کرتے ہوئے نواسنج ہے کہ حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کو خداوند تعالیٰ نے ایسی طاقت عطا کی جو دنیا میں اپنی نظیر نہیں رکھتی، حضرتِ علی مرتضیٰ نے ابلیس کو اس طرح جکڑ رکھا تھا کہ وہ سر بھی نہیں ابھار سکتا تھا۔ جب بھی انسان پر سخت مصیبت کا وقت آتا ہے اے رسکھان حضرتِ علیؓ اس کی مدد کرتے ہیں کیوں کہ آپ کی ذات مشکل کشا ہے۔

رسکھان کے ہی ایک ہم عصر شاعر مبارک بلگرامی کا ذکر ہندی کے اکثر تذکروں میں ملتا ہے اور یہ کرشن بھگت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شاعر کی حیثیت سے ہندی داں طبقہ میں کافی مقبول بھی ہیں۔ مبارک بلگرامی ہندی، سنسکرت، عربی اور فارسی چاروں ہی زبانوں کے فاضل تھے، کرشن جی سے متعلق ان کے کبت تو ملتے ہی ہیں اور ان کے اس طرح کے کئی کبت ہندی کے ادیبوں نے اپنی تصانیف میں نقل بھی کئے ہیں لیکن اس بات کا غالباً کسی نے اعتراف نہیں کیا ہے کہ مبارک نے محمد مصطفیٰؐ، اہلبیتِ اطہار اور ائمۂ اثنا عشریہ کی شان میں بھی کبت نظم کئے ہیں، میری نگاہ سے مبارک بلگرامی کے اس طرح کے بہت سے کبت گذرے ہیں جن میں سے چند یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

پیغمبرِ خداؐ کی شان میں مبارک بلگرامی کا ایک کبت ملاحظہ کیجئے:۔

لَولاکَ لَمَا اُبِدَ ھنا جو رَچیو تب نُور نَبیؐ کا ھتو جو بھلَّم
دِن چار آجا ھو کے گوال بھئے پھر پاچھے بھئے ھیں کھدَیجا کے بلَّم
بَلِ جائے مُبارک صورت کی سَسِ ٹوک کیو تم ھی ایک پلَّم
مَسوک نبی رَبّ الله کے بھئے صلی اللہ علیہ وسلَّم

(کشکول ہندی قلمی شمارہ نمبر ۲۰۸ کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن)

خلاصہ:۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے نور محمد عربیؐ خلق کیا اور اس کے بعد تمام افلاک بنائے۔ نبی اسلامؐ نے اپنی ابتدائی زندگی اپنے چچا کے زیرِ سایہ بکریاں چرا کر گذاری اور اس کے بعد حضرت خدیجہؓ کے شوہر ہوئے، اے مبارک میں اپنے اس پیارے نبی کی صورت پر قربان ہو جاؤں، جس نے ایک پل میں انگلیوں کے ایک ہلکے اشارہ سے قمر کے دو ٹکڑے کر دیئے، اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰؐ کو اپنا محبوب قرار دیا ہم اس نبیؐ پر درود و صلوٰۃ پڑھتے ہیں۔

اور اب اہلبیتِ اطہار کی منقبت میں شاعر کا ایک کبت دیکھئے:۔

پنجتن پاک پاک ھیں کو نام لیت بھلے تو رسول اللہؐ کے عالم کے مُول کو
دُلدُل اسوار علیؓ نرسوار کو اُو نھیں سوار وا کے سنگ تُول کو
حسنؓ حسینؓ نبیؐ کے نواسے دامن گہہ پکرو بیگ ھیں بتُول کو
اَدر کو بھرو سا آپنے گرُور کو موھے تو بھروسا دامن پاک رسولؐ کو

(کشکول ہندی قلمی شمارہ نمبر ۲۰۸ کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خلاصہ :- پنجتن پاک علیہم السلام میں سب سے پہلے میں اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہوں اور اس کے بعد اس کے رسولؐ کی جس کی وجہ سے یہ تمام افلاک خلق ہوئے ہیں یاد کرتا ہوں، حضرت علیؓ کو یہ شرف حاصل تھا کہ وہ دُل دُل پر سواری کرتے تھے، لیکن یہ شرف محض امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہم کو ہے کہ ان کے لئے اشرف آدم سرورِ کائنات محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ناقہ بنے۔ میں خاتونِ جنت جناب سیدۃؓ کا دامن پکڑتا ہوں - دوسروں کو تو اپنے غرور کا بھروسہ ہے لیکن مجھے محمد عربیؐ کے دامنِ پاک کے علاوہ اور کوئی بھروسہ نہیں۔

ذیل میں مبارک بلگرامی کا ایک اور کبت درج کیا جاتا ہے جس میں شاعر نے ائمہ اثناء عشریہ سے متعلق اپنے عقائد نظم کئے ہیں :-

نَامِ نیك نامی اِلٰہِ العالمین گراہ علیؓ ولی جاں وصی مصطفےٰؐ مہام کے
شاھجادہ امام حسنؓ حسینؓ زین العابدینؓ امام باکرؓ جعپھرؓ سانچے کلام کے
اعظم عظمت موسیٰ کاجمؓ علی رجاؓ تکیؓ نکیؓ عسکریؓ جی کے نام کے
مھدیؑ مبارك ھم پنور پانو لاگے دامن دوادس امام کے

(کشکول ہندی شمارہ نمبر ۲۰۸۴ کتب خانۂ آصفیہ حیدر آباد دکن)

مطلب واضح ہے شرح کی ضرورت نہیں محسوس کی جاتی -

تان سینؔ[1] ایک بے مثال موسیقار ہونے کے ساتھ ہی ساتھ ایک قابلِ قدر شاعر بھی تھے، موصوف کو اہلبیت اطہار اور ائمہ اثناعشریہ سے بڑی عقیدت تھی اور انھوں نے ان کی شان میں کئی کبت نظم کئے ہیں، ذیل میں موصوف کا ایک کبت درج کیا جاتا ہے جس میں وہ حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کے توسط سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں منت اور گذارش کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

حضرت علیؓ کی سُدھِ شُٹ بھلی موپہ جو دکھ جائے سب تن تے بھاج
ھود سیوك تمھارو تم ذات پاك کریم کرم کیجئے راکھ لیجئے یہ جگت میں میری لاج
بیچوں بیچ گن وے سمے وے عن پاك جگت ریاج نیاج
تان سین رب رحمان کریم رحیم بنتی سُنئے آواج

[1] شاعر سے متعلق تفصیلی معلومات کے لئے ڈاکٹر سدیو رسال اگروال کی تصنیف "اکبری دربار کے ہندی کوی" ملاحظہ کیجئے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خلاصہ :- حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نگاہِ کرم کے طفیل میں میری تمام مشکلات دور ہو جاتی ہیں یا اللہ تعالیٰ میں ان کا خادم ہوں اور ان کا خادم آپ کا خادم ہے، آپ کی ذات پاک کریم ہے۔ آپ مجھ پر کرم کیجئے اور اس دنیا میں میری عزت رکھ لیجئے...... تان سین کہتے ہیں کہ یا اللہ تعالیٰ آپ کے مختلف نام ہیں آپ رب ہیں رحیم ہیں رحمان ہیں اور کریم ہیں آپ میری عرض داشت سُنئے۔

شاہ سید برکت اللہ پیمی[1] ہندی کے ایک مشہور شاعر گذرے ہیں، موصوف کی تصنیف پیم پرکاش شائع بھی ہو چکی ہے۔ ہندوستان کے اولیاء کرام کی تاریخ میں آپ کا نام ستارۂ روشن کی طرح جلوہ افروز ہے پیمی جی کے کلام سے ایک دوہا جو کہ موصوف نے پیغمبرِ اسلام کی شان میں نظم کیا ہے، ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

بے حَدْ کِی حَدْ مِیم سَوْنَ بھیئِ پیم مَدْ ہوئے
بلا مِیم احمدؐ کھے اَوْ کا کِی حد ھوئے

احد اور احمدؐ لفظوں کے درمیان صرف حرفِ میم کا فرق ہے، اگر احمدؐ لفظ سے میم نکال دیا جائے تو احد بن جائے گا، شاعر نے اسی خیال کو مذکورہ بالا دوہے میں نظم کیا ہے۔ ہندی میں احد کے معنی جس کی کوئی حد نہ ہو یعنی سیمارہت ہیں، پس دوہے کا مطلب واضح ہے۔ مزید تشریح کی ضرورت نہیں۔

پیمی جی کے کلام سے ہی چھپّے اور کبت چھند میں لکھے ہوئے دو خوبصورت نعتیہ قطعات درج کئے جاتے ہیں :-

(چھپّے)

سِندْھُ سَلِلْ بِمَلْ سُوَر اُرْوِت اَننْتَ وَتْ
تَارَاینْ گھنَ گگن مگنْ پرکاس ترِتْ گت
ناگ لوك سُرلوك لوك مدّھم گرہ چودس
پانچومَنْ تنتہ جگت سَارَھْ راکھے مَنِشّ کس
جس کھت جو کَبِ جگ پرگٹ کئے اور سب انترچھ
نہ ھنو جو محمدؐ نام ایك نہ کرت کرتار کچھ

---

[1] شاعر سے متعلق تفصیلی معلومات کے لئے ملاحظہ کیجئے :-
CONTRIBUTION OF BARKATULLAH TO HINDI BY DR. L.D. SHASTRI -

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خلاصہ :- اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے دریا بنائے وہ آسمان سے پانی برساتا ہے روزانہ چاند اور سورج طلوع ہوتے ہیں اور غروب ہوتے ہیں، آسمان پر ستاروں کی انجمن سجی ہوئی ہے۔ اور بادل خوشی سے ادھر ادھر منڈلا رہے ہیں تمام فضا اور ماحول روشن ہے۔ بجلی چمک کر اپنی تصویر کا ایک خاکہ ذہنوں میں محفوظ کر دیتی ہے۔ یہ چودہ طبق اور یہ ناگ لوک اور سر لوک اور اس دنیا میں یہ انسان کا وجود مختصر یہ کہ یہ قدرت کا سارا انظام یہ سب کچھ بھی نہ ہوتا اگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں تشریف نہ لاتے۔

(کبت)

اِسْتُتِ نہ کَہی جاتْ مَتِ ہُوْ نہ ٹھُہرَاتَ نایب منت آئے آپ ھین کنول ال
مکاں مانجھ احمدؐ احد کا مکاں دیکھو ایکے کے بسیکھو جنِ جانورے جگل پلْ
تیرو پرتاپ سب سنت دشٹ دیکھیت پاس بھیو تورروپ جگ جیوں پھُپ دَلْ
بیا کل میں کل کلکل دیت پیمی کہا تم رسولؐ کی کلمہ اچل کل

خلاصہ :- پیغمبرِ اسلامؐ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کرنا چاہتا ہوں لیکن کرنے سے قاصر ہوں، وہ اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے نائب کی شکل میں آئے۔ اللہ تعالیٰ لامکاں ہے لیکن اس کا نائبؐ لامکاں نہیں، محمدؐ کو ہی دیکھتے رہیے اور ان کے اوصاف بیان کرتے رہیے، اللہ تعالیٰ تک رسائی ہو جائے گی۔ پیغمبرِ اسلامؐ کی ذاتِ مبارکہ کا رعب دبدبہ ہر طرف قابلِ دید ہے اور ان کے اوصاف کی خوشبو دنیا میں ہر چہار جانب پھیلی ہوئی ہے، آپؐ کا کلمہ پڑھنے سے دل کو سکون ملتا ہے ندی کی کلکل کی آواز ایک غمگین انسان کو بھی خوش کر دیتی ہے۔ نبیِ اسلامؐ کا کلمہ پڑھنے سے ابدی سکون ملتا ہے۔

میر غلام نبی رسلینؔ[1] بلگرامی کا شمار ہندی کی عشقیہ شاعری کے اساتذہ شعراء میں ہوتا ہے۔ موصوف کی انگ درپن ('अंग - दर्पन') اور رس پربودھ ('रस - प्रबोध') تصانیف معیاری ادب کا

---

[1] شاعر سے متعلق تفصیلی معلومات کے لئے میر غلام علی آزاد کی تصنیف سرو آزاد ملاحظہ کیجیے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اعلیٰ ترین نمونہ ہیں، ان کے علاوہ رسلین نے متفرق کبت بھی نظم کیے ہیں جو ابھی غیر مطبوعہ ہیں اور جنھیں راقم الحرف عنقریب ہی شائع کرانے والا ہے، رسلین کے یہ کبت ایک کتابی شکل میں ملتے ہیں، جس کے تین قلمی نسخے نستعلیق خط میں لکھے ہوئے میری نگاہوں سے گذرے ہیں۔ تعجب ہے کہ جس شاعر کی دو تصانیف اس قدر مقبول ہوں اس کی تیسری تصنیف اب تک گمنامی کی چادر اوڑھ کر کتب خانوں کی شلف میں سو رہی ہے، اس کی وجہ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتی کہ اس کتاب میں شاعر کے بیشتر کبت اہلِ بیتِ اطہار ائمۂ اثنا عشریہ اور اولیاءِ کرام کی شان میں ہیں، رسلین حنفی المذہب مسلمان تھے لیکن اہلبیتِ اطہار اور ائمۂ اثنا عشریہ سے والہانہ محبت رکھتے تھے، پیغمبرِ اسلام محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں رسلین بلگرامی کے دو کبت ملاحظہ کیجیے :-

نور اللہ تیں اوّل نور محمدؐ کو پرکٹو سبھ آئی
پاچھیں بھئے تہوں لوک جہاں لگ او سب سرشٹ جو درشٹ دکھائی
آد دلیل کو انت کی کے رسلین جو بات بھئی پن پائی
تولوں نہ پاوے اللہ کو کیھوں جولوں محمدؐ میں نہ سمائی

خلاصہ :- شاعر کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نور سے سب سے پہلے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور خلق ہوا اور اس کے بعد تمام یہ دنیا خلق ہوئی۔ خدا برحق کے وجود کی جو سب سے پہلی دلیل تھی یعنی ذاتِ پیغمبرِ اسلامؐ اسے اللہ تعالیٰ نے سب سے آخر میں پیش کیا اور دنیا سے یہ تسلیم کرالیا کہ نہیں کوئی اللہ بجز اللہ کے اور محمد اللہ کے رسول ہیں، پس اللہ تعالیٰ تک اس وقت تک کسی کی رسائی نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ ذاتِ نبیِ اسلامؐ کو نہ پہچان لے۔

شاعر نے اسی سے ملتا جلتا خیال ذیل کے دوہے میں بھی نظم کیا ہے لیکن ندرت کے ساتھ :-

نبیؐ ہتے جگ مول پُن پیچھے پرکٹے سوئی
جیوں ترا اُپجت بیج تیں انت بیج پھر ہوئے

دوہے کا مطلب بالکل واضح ہے تشریح کی ضرورت نہیں محسوس کی جاتی، نبیِ اسلامؐ کی شان میں شاعر کا دوسرا کبت ملاحظہ کیجیے :-

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جِیبھ چکھے تُو نام کو امرِت اَورن نام کو پاوت پھیکو
کھانڈ مِٹھی کھ کیوں مکھ بھاوت جاکو گیوپن کھات ہیں گھی کو
چاھیو نہ اج لگا ہو سوں کاج کوں اوت لاج لگے نت جی کو
توں بنتی کس ی اورن پاس کھائے کے آپ گلام نبیؐ کو

خلاصہ:۔ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپؐ کے نام کا امرت چکھ لینے کے بعد کسی اور کا نام زبان کو اچھا ہی نہیں لگتا، آپؐ سے محبت کرنے کے بعد کسی اور کی طرف مائل ہونا ویسا ہی ہے جیسے مرغن غذا کھانے والا کھٹے دہی کی طرف مائل ہو۔ مجھے آپؐ سے بے حد محبت ہے، آپؐ کے علاوہ اور کسی سے میرا تعلق نہیں، میں ہر وقت یہ سوچتا ہوں کہ نبی کا غلام ہو کر میں کسی اور کے پاس کچھ گذارش کرنے کس طرح جا سکتا ہوں، مجھے غیروں کے پاس جاتے ہوئے شرم آتی ہے۔ (شاعر نے اس کبت میں "غلام نبی" لکھ کر ایک طرف خود کو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام بتایا ہے اور دوسری طرف اپنے نام سے متعارف کرایا ہے)

رسلین بلگرامی نے حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کی منقبت میں بھی کئی کبت نظم کئے ہیں، دو ایک نمونے ملاحظہ کیجئے:۔

پِداھُ مَنا کِیو کھانو آدم کوں سوئی دانوں حیدرؓ نہ مُکھ انو سب لوک گایو ھے
موسیٰؑ کوں نہ داکھیو چھن جان کے اجان جن سوں بھج آپ تن حیدرؓ سکھایو ھے
عیسیٰؑ جنمایو نج بھون تیں نکار کر تن پر بھو حیدرؓ آپ گھر کے جنایو ھے
ایسو ساہ عالی جاہ بالی دیں پناہ شیر الہ علیؓ ناہ پھاطمہؓ نے پایو ھے

خلاصہ:۔ ساری دنیا پر یہ واضح ہے کہ خداوند تعالیٰ نے حضرتِ آدم علیہ السلام کو جس دانے کے کھانے کی ممانعت کی تھی حضرتِ علیؓ نے اسے کبھی اپنی زبان پر بھی نہیں رکھا۔ مشہور ہے کہ خضر علیہ السلام نے حضرتِ موسیٰؑ کو ان کی گذارش پر بھی تعلیم دینے سے انکار کر دیا لیکن حضرتِ علیؓ کو از خود اپنے تمام علوم سے آشنا کرایا اور خداوند تعالیٰ نے مادرِ عیسیٰؑ کو خانۂ کعبہ میں آنے کی اجازت نہیں دی۔ ان کی ولادت درختِ خورمہ کے سایہ میں ہوئی لیکن حضرتِ علیؓ کی ولادت عین بیت اللہ میں ہوئی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خدا تعالیٰ نے مادرِ علیؓ کے لئے دیوارِ کعبہ شق کر دی اور مولود کا اپنے گھر میں استقبال کیا۔ ایسے شہنشاہِ عالی مرتبت، شجاع و بہادر محافظِ دین اور خدا کے شیر کے ساتھ پیغمبرِ اسلام محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی چہیتی بیٹی فاطمہؓ کا عقد ہوا۔

بھوپ آس پاھک ہو جگ کے نباھک ہو جاچک کے تھاھک ہو جس کے ندھان جو
بھوسندھ تھاھک ہو پاپن کے داھک ہو بگھن بگاھک ہو صاحب سجان جو
دینن کے گاھک ہو سیوک کے چاھک ہو دیا کے بلاھک ہر بر سئ دان جو
دھرم اوگاھک ہو نبیؐ کے صلاحک ہو پھاطمہؓ کے بیاھک ہو ساہ مردان جو

خلاصہ:۔ یا حضرت علی رضی اللہ عنہ! آپ مثل شہنشاہ کے ہیں۔ یہ دنیا محض آپ کی وجہ سے قائم ہے۔ آپ سائل کے دل کی گہرائیوں میں اتر کر اس کے درد کو سمجھ لیتے ہیں، دنیاوی سمندر کی گہرائیوں اور گیرائیوں سے آپ بخوبی واقف ہیں۔ گنہگاروں کے لئے آپ ہمیشہ سخت رہے ہیں آپ تمام بلاؤں کو دور کرنے والے ہیں اور نیکی اور اخلاص کا پیکر ہیں۔ آپ نے غریبوں اور محتاجوں کو ہمیشہ عزیز رکھا، اپنے بندوں سے آپ کو بے پناہ محبت ہے، آپ سراپا جود وسخا کا مرقع ہیں نبیِ اسلامؐ کے دین کو آپ نے فروغ دیا۔ آپ محمد مصطفےٰؐ کے مشیر ہیں، اے شاہِ مرداں آپ جنابِ فاطمہؓ کے شوہر ہیں۔

اہلِ بیت اطہار کی توصیف و تعریف میں بھی رسلین بلگرامی کے کچھ کبت ملتے ہیں۔ ناظرین کی خدمت میں ایک کبت پیش کیا جاتا ہے:۔

پرتھم گن رسولؐ کرتا کے مکبول جگت کے مول سب جانت لولاک تیں
دوجے گن علیؓ ساہ سیر الله نرناہ دین کے بھئے پناہ جاہ باہ ڈھاک تیں
تیجے ہیں بتولؓ چوتھے حسن امامؓ گن پانچویں حسینؓ پن ہوجے جن ناک تیں
پانچ دیکھیو پران جانچ لاگ ہے نہ تنہیں انچ راچے ہیں جو لئیں سانچ پانچ تن پاک تیں

خلاصہ:۔ اہلِ بیت اطہار رضی اللہ عنہم میں سب سے پہلے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شمار کیجئے جو خداوند تعالیٰ کو سب سے زیادہ عزیز ہیں اور جن کی وجہ سے تمام افلاک خلق کئے گئے۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کا شمار کیجئے جو خدا کے شیر تھے اور جن کا لقب حیدر تھا اور جو دین کے سچے محافظ تھے بعدہٗ جناب فاطمہ کا شمار کیجئے اور اس کے بعد حضرت امام حسنؓ اور حضرتِ امام حسینؓ کا شمار کیجئے جو ان کے نام کا ورد کریں گے وہ تمام بلاؤں سے محفوظ رہیں گے، اللہ تعالیٰ نے ان پانچوں ہستیوں کو صدیق اور طیب و طاہر بنایا ہے۔

ائمۂ اثناعشریہ کی مدح سادات بلگرام نے جی کھول کر کی ہے۔ میر غلام نبی رسلین بلگرامی بھی باوجود حنفی المذہب ہونے کے دوازدہ ائمہ اور چہاردہ معصومین کی تعریف و توصیف میں نواسنج نظر آتے ہیں۔ چہاردہ معصومین کی شان میں شاعر کا ایک کبت ملاحظہ کیجئے:۔

آدِ نبیؐ علیؓ ماں جنّت کی خاتونؓ ان حسنؓ حسینؓ جان ما دے جے جلوم کے
زین عابدینؓ پُن باقرؓ جعفر سن کاظمؓ ہیں من بھیدی سکل علوم کے
علی رضا تقی پھن نقی عسکری گُنُ صاحب زمن ہیں ھَرُن پاپ بھُوم کے
یوں ہی جن دھوم کینھوں پایھونہ بھیں ٹوم دھائے پگ چوم ان چودہ معصوم کے

خلاصہ:۔ سب سے پہلے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تصور کیجئے، اور خاتونِ جنت فاطمہ زہراؓ کو یاد کیجئے اور حضرتِ امام حسنؓ اور امام حسینؓ کو سمجھئے جو ظلم کے ہاتھوں شہید کئے گئے، اس کے بعد حضرتِ امام زین العابدین، حضرتِ امام باقر اور حضرتِ امام جعفر صادق کا نام غور سے سنئے۔ حضرت امام کاظم دل کے تمام رازوں کو جاننے والے ہیں، ان چہاردہ معصومین کی محبت کے بغیر آپ یوں ہی بھٹکتے رہیں گے، لہٰذا ان کے قدموں سے دوڑ کر لپٹ جائیے یہی راہِ نجات کا ذریعہ ہیں۔

رس (انبساط) اور نایکا بھید (اقسامِ نسواں) سے متعلق میر غلام نبی رسلین بلگرامی کی تصنیف رس پربودھ (रस प्रबोध) ایک مستند اور معیاری کتاب تسلیم کی جاتی ہے، اس کتاب کی ابتداء میں شاعر نے پیغمبرِ اسلام محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی توصیف و تعریف میں چند دوہے نظم کئے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

امید ہے کہ ناظرین ان کی روشنی میں شاعر کی ادبی صلاحیتوں کا صحیح اندازہ کرسکیں گے :۔

آتِ پَبترَ رسنان کروں میگھن جل تیں دھوئے
تدپُو نبیؐ گن گتھن کے جوگ نہ کبھوں ہوئے

خلاصہ :۔ اگر میں زبان کو ابرِ باراں سے اچھی طرح دھو کر طیب و طاہر کرلوں اور اس کے بعد پیغمبرِ اسلامؐ کے اوصاف بیان کرنا چاہوں تو بھی وہ اس لائق نہیں ہوگی کہ نبیِ اسلامؐ کی صفات بیان کرسکے۔

بلگرام کے ہی ایک شاعر سیّد[1] بلگرامی نے اس دوہے کا ترجمہ فارسی میں اس طرح کیا ہے :۔

زبانِ بندہ از ذرہ کمتر نباشد لایقِ مدحِ پیمبرؐ
سزاوارِ ثنایش کے بود آں اگر صد بار شوید زاب باراں

دوسرا دوھا ملاحظہ کیجئے ؎

جنّ کے پاوَن تیں بھئی پاون بھوم بنائی
تِنکو سُمرن جو کرے تو پاون ہوی جائی

خلاصہ :۔ پیغمبرِ اسلام محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دنیا میں آتے ہی دنیا سے نجاستِ جہل ختم ہو گئی اور فرشِ زمین پاکیزہ و طاہر ہوگیا۔ پیغمبرِ اسلامؐ کے نامِ پاک کا جو شخص بھی ورد کرے گا اس سے نجاست دور ہو جائے گی اور وہ طیب و طاہر ہو جائے گا۔

---

[1] سید بلگرامی، میر غلام نبی رسلین بلگرامی کی بہن کے پوتے تھے، آپ نے رسلین بلگرامی کی مشہور تصنیف رس پربودھ کے ۱۰۱۶ دوہوں کا فارسی زبان میں منظوم ترجمہ کیا اور اس کتاب کا نام اسی مناسبت سے عین الحلاوت رکھا۔ رس پربودھ بہاری ست سئی کے بعد ہندی کی دوسری تصنیف ہے۔ جس کا لفظ بلفظ منظوم ترجمہ فارسی جیسی اہم ترین زبان میں ہوا۔ عین الحلاوت کا ایک نادر قلمی نسخہ خود مترجم کے ہاتھ کا لکھا ہوا راقم الحروف کے پاس محفوظ ہے، اس کا کوئی دوسرا نسخہ سارے ہندوستان میں دیکھنے یا سُننے میں نہیں آیا۔ مذکورہ نسخہ راقم الحروف کو جناب سید ھادی حسین صاحب بلگرامی ڈائریکٹر اسٹیٹ آرکائیوز آندھرا پردیش سے حاصل ہوا جس کے لئے میں موصوف کا ہمیشہ ممنون رہوں گا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دوہے کا فارسی ترجمہ بھی دیکھئے :-

زبانِ طاہر ہر کس کہ اطہر بگردیدہ سراپا فرشِ انبر
کند گر نام پاکش ورد ہر کس شود او پاک چوں مردِ خدارس

تیسرا دوہا اس طرح ہے :-

جاکو گھ سرلوک جگ چلیو نرک پنتھ چھوڑ
ایسی باندھ نبیؐ دئی ست دھوم کی ڈور

خلاصہ :- محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کلامِ پاک اور اہل بیت اطہار کی محبت کے وسیلہ سے ہمارے لئے جنت کے دروازہ کھول دیئے ہیں، ہمارے نبیؐ نے ہمیں راہِ حق دکھا دی ہے، دنیا اس راستہ کے سہارے دوزخ سے منہ موڑ کر جنت میں پہونچ سکتی ہے۔

رسلین بلگرامی کا ایک دوہا اور بھی ملاحظہ کیجئے جس میں شاعر نے اپنے حنفی المذہب ہونے کا ثبوت پیش کردیا ہے وہ حضورؐ کی آلِ پاک سے والہانہ محبت رکھتا ہے اور اس بات کا خواہش مند نظر آتا ہے کہ زندگی بھر وہ ان کے قدموں پر سر جھکائے رہے، وہ غلامِ آلِ رسولؐ ہونا اپنی مغفرت کے لئے ضروری سمجھتا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ حضور کے صحابہؓ کے لئے دعائیں بھی کرتا ہے :-

تن سنت کے پگن میں دھروں سدا سرنائے
پن تن کے ھتکار یت دینھ اسیس بنائے

دوہے کا فارسی ترجمہ یوں ہے :-

بپائے آلِ اطہارش نہم سر فرو آوردہ دایم اے برادر
بر اصحابش دعا گوئیم زاں پس بوقتِ صبح وہم در شام از بس

رس پر بودھ میں شاعر جس وقت بیر رس کی مثال کرنا چاہتا ہے، اس کی نگاہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف جاتی ہے، اس کا خیال ہے کہ دنیا میں جو چار بہادر مختلف زمانوں میں پیدا ہوئے اور جن کے نام جودھشٹر درونا چاریہ، رام اور شنکر ہیں، حضرتِ علیؓ کی شجاعت ان سب سے بالاتر ہے، یہ چاروں اشخاص بہادر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ضرور تھے اور مختلف صفات کے مالک بھی تھے لیکن جو صفت ایک میں تھی وہ دوسرے میں نہیں تھی، حضرتِ علی مرتضیٰؓ کی ذاتِ مبارک میں ان حضرات کی تمام صفات سمٹ آئی تھیں، شاعر کے ۲ دو دوہے ملاحظہ کیجئے :-

بِیُر چار پرکٹ بھئے سَت دیا ران دان
دھرم نیت شورام بل اتیادِک تیں جان
پرکٹے چارو بیر جو چار برکھ کوں پائی
سو چارو پورن بھئے حیدرؓ تن میں آئی

اب ان دوہوں کے ترجمے بھی دیکھئے جو سید بلگرامی نبیرہ خواہر رسلین نے کئے ہیں :-

شدہ پیدا بعالم بیر این چار	دیا و دان ورن ست اے نکوکار
جو دشتر، درو، رام و شیو بل ہاں	بہر یک در یکی این چار میداں
چو کر دیدند بیرا این چار ظاہر	میانِ چار کس اے یارِ شاطر
ہماں ہر چار اندر ذاتِ حیدرؓ	بکر دیدند کامل اے برادر

حق و باطل کی جنگ میں فتح ہمیشہ حق کی ہوتی ہے، اس بات کو شاعر نے ذیل کے دوہے میں بہت خوبصورتی سے نظم کیا ہے :-

حیدرؓ تیں جیتو نہ کوا وُیہ جانت سب کوئی
دھرم مَہِ تیں جے ہوت ہے پاپَہِ تیں چھے ہوئی

دوہے کا ترجمہ یوں ہے :-

زحیدرؓ کس نہ شد اے جاں فتح یاب	ہمہ دانند این معنی تو دریاب
بود از راست گوئی فتح یارا	شود نابود کے از کذب پیدا

مشہور ہے کہ حضرتِ سلمان کو حضرتِ علی مرتضیٰؓ نے شیر کے پنجہ سے رہا کیا تھا، اسی روایت کو شاعر نے ایک دوہے میں اس طرح نظم کیا ہے :-

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

گھیر لئے سلمان جب گرج سنگھ تیں آئے
ساھنسا کا اُما کا سوں لینھوں تنھیں بچائے

فارسی ترجمہ :-

چو سلماں را میان دشت ارزن گرفتہ شیر غراں آ دل من
شہنشہ الزماں از خورّمی ھا رہا کردہ ز دستِ شیر اورا

جس خیبر کے دروازہ کو پیغمبرِ اسلامؐ کی فوج کے شجاع و بہادر دیکھ کر ہمت ہار کر واپس آجاتے تھے، حضرتِ علی مرتضیٰؓ نے ایک پل میں مسکراتے ہوئے اسے توڑ کر پھینک دیا، اس خیال کو شاعر نے یوں نظم کیا ہے:-

جنھ کھیبر تیں جائیکے سب آئے مُکھ موڑ
حیدرؓ تیں تن دوار کو بِھنستِ ڈارو تور

فارسی ترجمہ:-

ازاں خیبر کہ رفتہ آمدہ باز کشیدہ ہم کناں رو یار و دمساز
شکستہ باب آں را شاہِ مرداں بخنداں خند در دم اے سُخنداں

رنگین کا ایک اور دوھا ملاحظہ کیجئے جس میں شاعر حضرت علی مرتضیٰؓ کی بخشش کا شمار کرنے سے قاصر نظر آتا ہے:-

حیدرؓ کے اَن دان کوں کو کر سکے شمار
جو برھت چت چاؤ میں بکے بھتّی بار

فارسی ترجمہ:- شمارِ بخششِ شیرِ خدا را چناں آرد کسے در ضبط یارا
بپاسِ خاطرِ اغیار اے یار بگر دیدند ہیچ ہفتاد و دو بار

طوالت کے خوف سے مضمون یہیں ختم کرتا ہوں۔ ناظرین اس سے بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ ہندی شاعری میں ہر طرح کی چیزیں موجود ہیں۔!!

© rasailojaraid.com